مزارعۃ

مفتی وزیر احمد، جامعہ ضیائے مدینہ، لیہ

ائمہ کرام کا اس بارے کلام ہے کہ کونسا کسب اور پیشہ زیادہ فضیلت کا حامل ہے۔تجارت یا کاشتکاری، ہاتھ کی کمائی!بعض علماء کا قول ہے ''زمین میں تخم ریزی کا کام سب سے افضل ہے''۔بعض نے کہا''ہاتھ کی کمائی سب سے افضل ہے''۔البتہ سطحی نظر سے اگر دیکھا جائے تو زراعت کا کام کاشتکاری اور ہاتھ کی کمائی دونوں کو متضمن ہے۔اور جامع قول یہ ہے کہ ''فَالْاِشْتِغَالُ بِمَايَكُوْنُ نَفْعُهُ اَعَمَّ يَكُوْنُ اَفْضَلَ'' ''ایسے کام جس کا نفع اور فائدہ زیادہ عام ہو وہ افضل ہے''۔

لیکن یہ فضیلت اور شرف تب حاصل ہوگا جب شرعی اصولوں کے تابع رہتے ہوئے کام کیا جائے۔ورنہ کمایا ہوا مال مشکوک ہوگا اور خیرات و برکات سے حرمان کے ساتھ ساتھ بروز قیامت حقوق العباد کے سلسلہ میں جواب دہی بھی ہوگی۔

''کاشتکار اور کھیت کے احوال کے اختلاف سے دونوں کی انواع و اقسام میں بہت تنوع ہے۔ جیسا کہ ''مساقات، مخابرہ، محاقلہ مزارعت'' اور ایسے ہی ''تخم ریز'' کی اقسام ہیں۔مثلاً زمیندار، مزارع، ٹھیکا دار، پٹا دار، خود کاشتکار''۔

مذکورہ اصطلاحات میں کلمہ مزارعت کی معنوی تحقیق کی بابت علامہ عبدالرحمن الجزیری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''هِىَ فِى اللُّغَةِ:مُفَاعَلَةٌ مُشْتَقَّةٌ مِنَ الزَّرْعِ،وَالزَّرْعُ لَهُ مَعْنَيَانِ:اَحَدُهُمَا طَرْحُ الزَّرْعَةِ...ثَانِيْهِمَا:اَلْاِنْبَاتُ،اِلَّااَنَّ الْمَعْنَى الْاَوَّلَ لِلزَّرْعِ مَجَازٌ،وَالْمَعْنَى الثَّانِى حَقِيْقِىٌّ وَلِهَذَاوَرَدَ النَّهْىُ عَنْ اَنْ يَّقُوْلَ الْاِنْسَانُ :زَرَعْتُ،بَلْ يَقُوْلُ:حَرَثْتُ''

یعنی مزارعۃ زرع سے ماخوذ ہے اور اس کے دو معانی ہیں۔ایک زمین میں بیج بونا۔اور دوسرا معنی ''اُگانا'' ہے البتہ پہلا معنی مجازی ہے اور دوسرا حقیقی ہے۔اسی لیے انسان کو''زرعت'' کہنا ممنوع ہے اور''حرثت'' کہنا درست ہے۔

(الفقہ علی المذاہب الاربعۃ، ۳/۵:المکتبۃ العصریۃ صیدا، بیروت)

☆ اترکوا قولی بخبر الرسول ﷺ ☆ حدیث شریف کے مقابل میرے قول کو چھوڑ دو (ابوحنیفہ)☆

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"لَایَقُوْلَنَّ اَحَدُکُمْ زَرَعْتُ وَلْیَقُلْ حَرَثْتُ"۔

"تم میں سے کوئی ایک ہرگز یوں نہ کہے" میں نے کھیتی اُگائی بلکہ یوں کہے میں نے کاشت کی"۔ (ایضاً)

حدیث پاک کی روشنی میں انسان کو اس چیز سے روکا گیا ہے۔

"زرع کا حقیقی معنی مراد لیتے ہوئے اس کی نسبت اپنی طرف کرے"۔

چونکہ اس کا معنی حقیقی اُگانا ہے اور اُگانے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ بلکہ اسی کی طرف اللہ تعالیٰ نے اشارہ فرمایا:

﴿اَفَرَءَیْتُمْ مَّاتَحْرُثُوْنَ ءَ اَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَہٗ اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ﴾ (الواقعہ:۶۳،۶۴)

ترجمہ: تو بھلا بتاؤ تو جو بوتے ہو کیا تم اس کی کھیتی بناتے یا ہم بنانے والے ہیں۔

نصوص میں "زرع" کی نسبت انسان کی طرف کہیں اگر کی گئی ہے تو وہاں معنی مجازی کے اعتبار سے ہے۔ چنانچہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"لَا یَغْرِسُ الْمُسْلِمُ غَرْسًا وَلَایَزْرَعُ زَرْعًافَیَاکُلُ مِنْہُ اِنْسَانٌ وَلَادَابَّۃٌوَلَاشَیْءٌ اِلَّاکَانَتْ لَہٗ صَدَقَۃٌ"

"مسلمان جو پودا لگاتا ہے اور کھیت کاشت کرتا ہے، اس سے انسان، چوپایہ اور کوئی جانور کھاتا ہے تو اس کے لئے صدقہ ہوتا ہے"۔

(الفقہ علی المذاہب الاربعۃ، ۳/۵: المکتبۃ العصریۃ صیدا بیروت)

مأخذ "مزارعۃ" کا معنی جاننے کے بعد صیغہ مزارعۃ کی لغوی اور شرعی تحقیق!

علامہ عبد الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"اَنَّ الْمُزَارَعَۃَ مَعْنَاھَالُغَۃً: اَلشِّرْکَۃُ فِی الزَّرْعِ... اَلْمُزَارَعَۃُ شَرْعًاھِیَ عَقْدٌعَلَی الزَّرْعِ بِبَعْضِ الْخَارِجِ مِنَ الْاَرْضِ"۔

"مزارعۃ کا لغوی معنی کھیتی باڑی میں شرکت ہے۔ اور شرعی معنی! اُس عقد کو "مزارعۃ" کہتے ہیں "جو زمین کی بعض پیداوار پر اس کے کاشت کرنے پر ہو"۔

(الفقہ علی المذاہب الاربعۃ، ۵/۶: المکتبۃ العصریۃ صیدا بیروت)

"مقامی زبان میں کسی کی کھیت میں پیداوار کے آدھ یا تہائی کے حصہ لینے کی شرط پر کاشتکاری کرنے والے کو "مزارع" کہا جاتا ہے۔

مزارعۃ کے جواز اور عدم جواز کے متعلق ائمہ کرام کے اقوال:

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "مزارعۃ" فاسد ہے، جبکہ امام ابو یوسف اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہما فرماتے ہیں مزارعۃ جائز ہے۔ (ہدایہ ۴/۴۲۴، مکتبہ رحمانیۃ لاہور)

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ درج ذیل عقلی اور نقلی دلائل کی روشنی میں مزارعۃ کے عدم جواز کا حکم دیتے ہیں:

(۱) حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

"کُنَّانُحَاقِلُ الاَرْضَ عَلیٰ عَهْدِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَنُکْرِیْهَابِالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ وَالطَّعَامِ الْمُسَمّٰی فَجَاءَ نَاذَاتَ یَوْمٍ رَجُلٌ مِنْ عُمُوْمَتِیْ فَقَالَ نَهَانَارَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَمْرٍ کَانَ لَنَانَافِعًا وَطَوَاعِیَةُاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ اَنْفَعُ لَنَانَهَانَا اَنْ نُحَاقِلَ بِالْاَرْضِ فَنُکْرِیْهَاعَلیٰ الثُّلُثِ وَالرُّبُعِ و الطَّعَامِ الْمُسَمّٰی وَاَمَرَ رَبَّ الْاَرْضِ اَنْ یَزْرَعَهَااَوْ یُزْرِعَهَاوَکَرِهَ کِرَاءَ هَاوَمَاسِوَی ذٰلِکَ"

"ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں زمین کاشت کرتے تھے اور زمین کی (پیداوار سے) تہائی، چوتھائی اور معین غلہ کے بدلے کرایہ پر دیتے تھے، ایک دن میرے چچا آئے اور انہوں نے کہا "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو ایک ایسے امر سے منع فرمادیا ہے جو ہمارے لئے نفع آور اور سودمند تھا" اللہ تعالی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں ہمارے لئے نفع زیادہ ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں زمین (کھیت) کو تہائی اور چوتھائی پیداوار اور معین غلہ کے عوض کرایہ پر دینے سے منع فرمادیا ہے۔ اور زمین کے مالک کو یہ حکم دیا ہے "زمین کو وہ خود کاشت کرے یا کسی اور کو زراعت کے لئے دے دے" زمین کرایہ پر دینے یا اس کے علاوہ کسی اور صورت (پر دینے کو) کو ناپسند فرمایا"۔

(صحیح مسلم: رقم الحدیث، ۱۵۴۸، دارالمعرفۃ بیروت لبنان)

(۲) امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "مزارعۃ" قفیز طحان کے درجہ میں ہے۔ یعنی آٹا پینے کے لیے بیل لیا اور اس کی مزدوری اُسی آٹا سے معین کی جو وہ پیسے گا۔ حالانکہ ایسا کرنا ناجائز ہے۔ چونکہ مسلمہ اصول ہے "اجیر جو مزدوری کرے اس کی اجرت اُسی کام سے طئے نہ کی

جائے جو وہ کرے۔ ''مزارعۃ'' میں بھی یہی صورت حال ہے۔

(۳) امام اعظم کی عدم جواز مزارعت پر تیسری دلیل یہ ہے۔ ''ہر ایسا عقد جس میں اجرت مجہول ہو تو وہ فاسد ہوتا ہے۔ مزارعت میں بھی ایسا ہے۔ کیونکہ کل پیداوار کے متعلق جہالت ہے! کہ فصل کس قدر ہوگی؟۔ نیز کبھی قحط سالی، طوفانی بارشوں یا کسی اور آفت سے فصلات تباہ ہو جاتی ہیں، تو پھر سرے سے مزدوری معدوم ہوگی۔ بہر دو صورت ''عقدِ مزارعۃ'' فاسد ہے۔

صاحبین کے جواز مزارعت پر دلائل:

چونکہ امام ابو یوسف اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہما فرماتے ہیں مزارعۃ جائز ہے۔ لہٰذا ان کی طرف سے جوازِ مزارعت پر دلائل ملاحظہ کیجئے۔

(۱) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

''كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا ظَهَرَ عَلٰى خَيْبَرَ اَرَادَ اِخْرَاجَ الْيَهُوْدِ مِنْهَا وَكَانَتِ الْاَرْضُ حِيْنَ ظَهَرَ عَلَيْهَا لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُسْلِمِيْنَ فَاَرَادَ اِخْرَاجَ الْيَهُوْدِ مِنْهَا فَسَأَلَتِ الْيَهُوْدُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُقِرَّهُمْ بِهَا اَنْ يَكْفُوْا عَمَلَهَا وَلَهُمْ نِصْفُ الثَّمَرِ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُقِرُّكُمْ بِهَا عَلٰى ذٰلِكَ مَاشِئْنَا فَقَرُّوْا بِهَا حَتّٰى اَجْلَاهُمْ عُمَرُ اِلٰى تَيْمَاءَ وَاَرِيْحَاءَ''۔

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر جب فتح کرلیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کو وہاں سے نکالنے کا ارادہ کیا۔ چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر جب فتح کرلیا تو یہ زمین اللہ تعالیٰ، اس کے رسول اور مسلمانوں کی ہوگئی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کو وہاں سے جب نکالنا چاہا، تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا ''انہیں وہاں رہنے دیں اور وہ کام (کاشتکاری) کریں گے (اور اس کے عوض) ان کو آدھے پھل (پیداوار) دی جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم جب تک چاہیں گے تم کو اس پر برقرار رکھیں گے، پھر انہیں وہاں پر برقرار رکھا گیا حتی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو ''تیما'' اور ''اریحا'' کی طرف نکال دیا''۔

(صحیح بخاری: رقم الحدیث ۲۳۳۸، دار الکتاب العربی بیروت لبنان)

(۲) حضرت ابن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

☆مال مثمن (Priced Goods) وہ مال ہے جو جسے کسی ثمن کے عوض

"دَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَیْبَرَاِلٰی یَھُوْدِیَعْمَلُوْنَھَاوَلَھُمْ شَطْرُھَافَمَضٰی عَلٰی ذٰلِکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْبَکْرٍوَسِنَتَیْنِ مِنْ خِلَافَۃِ عُمَرَحَتّٰی اَجْلَاھُمْ عُمَرُمِنْھَا"

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کی زمین یہودیوں کو(مزارعت پر)دی اوروہ اس سے نصف پیداوار لیتے تھے۔اوررسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس معاملہ کوآخر تک جاری رکھا،آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعدحضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نےبھی اسے جاری رکھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دورخلافت میں دوسال جاری رکھا،پھریہودیوں کووہاں سے نکال دیا۔(مصنف عبدالرزاق: ۸/۹۸،مکتبہ اسلامی بیروت)

(۳) حضرت موسیٰ بن طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

"اَقْطَعَ عُثْمَانُ نَفَرًامِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ،عَبْدُاللّٰہِ بْنُ مَسْعُوْدٍوَالزُّبَیْرُبْنُ عَوَامٍ وَسَعْدُبْنُ مَالِکٍ وَاُسَامَۃُ فَکَانَ جَارِیْ مِنْھُمْ سَعْدُبْنُ مَالِکٍ وَابْنُ مَسْعُوْدٍیَدْفَعَانِ اَرْضَھُمَابِالثُّلُثِ وِالرُّبُعِ".

''حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کوزمین دی۔حضرت عبداللہ بن مسعود،حضرت زبیر بن عوام،حضرت سعد بن مالک اورحضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم،ان میں سے حضرت سعداورابن مسعود میرے پڑوسی تھے اوروہ اپنی زمین تہائی اورچوتھائی پیداوار کے عوض بٹائی پردیتے تھے۔(شرح معانی الآثار،۲/۳۹۴:قدیمی کتب خانہ کراچی)

(۴) حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔"کَانَ یَاْمُرُبِاِعْطَاءِ الْاَرْضِ بِالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ"

''وہ اپنی زمین تہائی اورچوتھائی(پیداوار)کے عوض بٹائی پردینے کاحکم فرماتے تھے"۔(مصنف ابن ابی شیبہ:۵/۱۴۵،مکتبہ امدادیہ ملتان)

(۵) حضرت ابوجعفر رضی اللہ عنہ سے مزارعت کے متعلق پوچھا گیا توآپ نے فرمایا:

"اِنْ نَظَرْتُ فِیْ اٰلِ اَبِیْ بَکْرٍوَاٰلِ عُمَرَوَاٰلِ عَلِیٍّ وَجَدْتُھُمْ یَفْعَلُوْنَ ذٰلِکَ"

''اگرمیں آل ابوبکر،آل عمراورآل علی کودیکھوں تووہ (اپنی زمینیں مزارعت پر)دیتے

تھے"۔(مصنف ابن ابی شیبہ:۱۴۴/۵،مکتبہ امدادیہ ملتان)

(۶) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا؟۔

"رَجُلٌ لَهُ اَرْضٌ وَمَاءٌ،لَيْسَ لَهُ بَذْرٌ وَلَا بَقَرٌ فَاعْطَانِي اَرْضَهُ بِالنِّصْفِ فَزَرَعْتُهَا بِبَذْرِي وَبَقَرِي ثُمَّ قَاسَمْتُهُ عَلَى النِّصْفِ،قَالَ حَسَنٌ"

"ایک آدمی کی زمین اور پانی ہے،مگر بیج اور بیل (کھیت میں ہل چلانے کے لئے نہیں) ہے۔تو اس نے اپنی زمین مجھے نصف (پیداوار) کے عوض بٹائی پر دی،میں نے اس میں ذاتی بیج اور بیل سے کاشتکاری کی۔پھر میں نے اسے (طئے شدہ) نصف حصہ پر تقسیم کرلیا،توابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا (کاشتکاری کا یہ طریقہ) اچھا ہے"۔(ایضاً)

(۷) عقل بھی جوازِ مزارعت کی مقتضی ہے۔"کیونکہ لاکھوں افراد ذاتی اراضی سے محروم ہیں ،ان کا گزراوقات فقط مزارعت پر ہے،نیز لاتعداد ایسے زمینداروں کا وجود بھی ہے جو"خودکاشت" سے بوجوہ معذور ہیں۔لہذا عامۃ الناس کوحرج سے بچاتے ہوئے جواز کا فتوائی دیا جائے گا،چونکہ متعاقدین کے لئے"ارفق" یہی صورت ہے۔

امام ابوحنیفہ کے دلائل کے جوابات:

امام ابو یوسف اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہما کی طرف سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے تینوں دلائل کے جوابات کی تفصیل درج ذیل ہے:

(۱) امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ جس حدیث پاک سے عدم جواز مزارعت کا استدلال کرتے ہیں اس کا جواب یہ ہے۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نزاع اور جھگڑے کی بناپر فریقین کو مزارعت سے منع فرمایا تھا مطلقاً منع نہیں کیا تھا،متعاقدین میں خصومت نہ ہوتو مزارعت ممنوع نہیں"۔حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"يَغْفِرُ اللّٰهُ لِرَافِعِ بن خَدِيجٍ!اَنَاوَاللّٰهِ اَعْلَمُ بِالْحَدِيثِ مِنْهُ،اِنَّمَااَتَاهُ رَجُلَانِ قَدِاقْتَتَلَافَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنْ كَانَ هٰذَا شَانُكُمْ فَلَا تُكْرُوالْمَزَارِعَ"فَسَمِعَ رَافِعٌ قَوْلَهُ "لَاتُكْرُوالْمَزَارِعَ"

☆مالِ مثمن (Priced Goods) وہ مال ہے جو جسے کسی ثمن کے عوض

''اللہ تعالی رافع بن خدیج کی مغفرت فرمائے! مجھے ان سے اِس حدیث کا زیادہ علم ہے۔ حالانکہ جو دو آدمی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آئے تھے وہ آپس میں لڑ پڑے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس بنا پر منع کیا کہ تمھاری اگر یہ حالت ہے تو زمین کرایہ پر نہ دو۔ رافع نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ''لاتکروا المزارع'' سنا (باقی منع کی وجہ سماعت نہ کر سکے تھے جس کی وجہ سے وہ مطلقاً مزارعت سے منع کرتے تھے)۔ (مصنف ابن ابی شیبہ: ۵/۱۴۵، مکتبہ امدادیہ ملتان)

(۲) حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی عدم جواز مزارعت پر دوسری دلیل یہ تھی۔ ''مزارعت قفیز طحان کے درجہ میں ہے''یعنی مزارعت کو قفیز طحان پر قیاس کرتے ہیں۔ صاحبین اس دلیل کا جواب یہ دیتے ہیں۔'' ایسے مقامات پر قیاس ترک کیا جاتا ہے۔ کیونکہ عرف اور تعامل اگر قیاس کے معارض ہو، تو قیاس چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اور مزارعت پر پوری امت کا تعامل ہے۔ البتہ قفیز طحان کا ناجائز ہونا منصوص علیہ ہے اور عدم جواز مزارعت غیر منصوص علیہ ہے، مقیس جب منصوص علیہ نہیں اور امت کا اس پر تعامل ہے تو اس سے بڑھ کر اس کے جواز کی اور کیا دلیل ہوسکتی ہے؟۔ حالانکہ جس طرح معدوم کی بیع باطل ہے، مگر عرف، تعامل کی وجہ سے عقد استصناع جائز ہے۔ ایسے ہی مزارعت جائز ہے۔

علامہ ابن نجیم مصری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''وَالْقِيَاسُ يُتْرَكُ بِمِثْلِ هٰذَا وَالنَّصُّ وَرَدَ بِخِلَافِهِ''

(لوگوں کی ضروریات، حاجات اور تعامل کی وجہ سے ایسی مثالوں پر (عدم جواز مزارعت) کا قیاس ترک کیا جائے گا۔ اور نص (قفیز طحان والی روایت) اس (مزارعت) کے متعلق وارد ہی نہیں ہوئی۔ (بحرالرائق ۸/۲۹۰۔ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

علامہ برہان الدین مرغینانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''وَالْقِيَاسُ يُتْرَكُ بِالتَّعَامُلِ كَمَا فِي الْاِسْتِصْنَاعِ''.

''تعامل کی وجہ سے (مزارعت کو قفیز طحان کے درجہ میں رکھنے کے) قیاس کو ترک کیا جائے گا، جس طرح سائی پر اشیاء بنوانے کی جواز میں قیاس متروک ہے''۔ (ہدایہ: ۴/۴۲۴، مکتبہ رحمانیہ لاہور)

(۳) عدم جواز مزارعت کی تیسری دلیل یہ تھی کہ اجرت جب مجہول ہو یا معدوم تو اجارہ

تمویل ذاتی .... Self Financing

فاسد ہوتا ہے اور مزارعت میں بھی یہ جہالت موجود ہے۔اس کا جواب یہ ہے۔

ا۔مزارعت دراصل عقد شرکت ہے۔جیسا کہ ,,مضاربۃ ،،میں ہے۔اور عقد شرکت میں ایسی جہالت مفسد عقد نہیں ہوتی۔

علامہ ابن نجیم مصری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"لِأَنَّهَا عَقْدُ شِرْكَةٍ بِمَالٍ مِنْ أَحَدِ الشَّرِيكَيْنِ وَعَمَلٍ مِنَ الْآخَرِ فَتَجُوزُ اِعْتِبَارًا بِالْمُضَارَبَةِ".

(مزارعت عقد اجارہ نہیں بلکہ) عقد شرکت ہے۔مشترکہ کاروبار کرنے والوں میں سے ایک کے مال اور دوسرے کے کام عوض (زمین دار کی زمین ہے اور مزارع کا عمل اور کام ہے) لہٰذا مضاربۃ کا اعتبار کرتے ہوئے مزارعت بھی جائز ہے۔

(بحر الرائق:۲۸۹/۸۔مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

علامہ ڈاکٹر وہبۃ الزحیلی لکھتے ہیں:

"وَهِيَ عِنْدَ الْحَنَفِيَّةِ: عَقْدُ اِجَارَةٍ اِبْتِدَاءً شِرْكَةٌ اِنْتِهَاءً،،

مزارعت حنفیوں کے نزدیک ابتداء عقد اجارہ ہے۔ اور انتہاءً عقد شرکت ہے۔ (الفقہ الاسلامی:۴۸۴/۵۔مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

علامہ برہان الدین مرغینانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

"وَلِأَنَّهُ عَقْدُ شِرْكَةٍ بَيْنَ الْمَالِ وَالْعَمَلِ فَيَجُوزُ اِعْتِبَاراً بِالْمُضَارَبَةِ".

''کیونکہ وہ (مزارعت) مال اور کام کے درمیان شرکت ''ساجھ'' کا عقد ہے۔تو یہ عقد مضاربۃ پر قیاس کرتے ہوئے جائز ہوگا''۔(ہدایہ:۴۲۴/۴ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

علامہ ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

قَالَ تَاجُ الشَّرِيعَةِ: قُلْتُ" الرِّبْحُ فِي الْمُضَارَبَةِ يَحْصُلُ بِمَالٍ مِنْ أَحَدِ الْجَانِبَيْنِ وَبِعَمَلٍ مِنَ الْآخَرِ فَتَنْعَقِدُ شِرْكَةً بَيْنَهُمَا فِي الرِّبْحِ وَهُنَا كَذَلِكَ انْتَهَى".

تاج الشریعت نے کہا میں کہتا ہوں ,,نفع مضاربۃ میں (مشترکہ کاروبار کرنے کی صورت میں) ایک کے مال اور دوسرے کے کام سے حاصل ہوتا ہے۔تو اس صورت میں دونوں کے درمیان نفع میں ''ساجھ'' منعقد ہوگی اور یہاں (مزارعت میں بھی) ایسا ہے''۔

(فتح القدیر:۴۷۴/۹۔مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

تمویل مجازف .... Venture Capital

مفتیٰ بہ قول:

ذخیرۂ احادیث مبارکہ اورعوام وخواص کی حاجات کوملحوظ خاطر رکھتے ہوئے فتویٰ صاحبین کے قول پر ہے۔

علامہ ابن نجیم مصری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"اَلْفَتویٰ الیَوْمَ عَلیٰ قَوْلِھِمَالِحَاجَۃِ النَّاسِ اِلَیْھَاوَلِلتَّعامُلِ"

"لوگوں کی ضروریات اورتعامل کے پیش نظر اِس وقت فتویٰ امام ابو یوسف اورامام محمد رحمۃ اللہ علیہما کےقول پر ہے۔(بحرالرائق:۸/۲۹۰۔مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

علامہ برہان الدین مرغینانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"اِلَّااَنَّ الْفَتْویٰ عَلٰی قَوْلِھِمَالِحَاجَۃِ النَّاسِ اِلَیْھَاوَلِظُھُوْرِتَعَامُلِ الْاُمَّۃِ بِھَا"

"لوگوں کی مزارعت (پرزمینیں کاشت کرنے کی) حاجت اور رامت کے مزارعت پر تعامل کے پیش نظر مفتی بہ قول امام ابو یوسف اورامام محمد رحمۃ اللہ علیہما کا ہے"۔(ہدایہ:۴/۴۲۴،مکتبہ رحمانیہ لاہور)

علامہ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"فَھِیَ فَاسِدَۃٌ عِنْدَاَبِیْ حَنِیْفَۃَ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی وَعِنْدَھُمَاجَائِزَۃٌوَالْفَتویٰ عَلٰی قَوْلِھِمَالِحَاجَۃِ النَّاسِ"

"امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کےنزدیک مزارعت فاسد ہے اورامام ابو یوسف اورامام محمد رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک جائز ہے۔اورلوگوں کی حاجات کے پیش نظر فتویٰ امام ابو یوسف اورامام محمد رحمۃ اللہ علیہما کے قول پر ہے"۔

(فتاویٰ ہندیہ:۵/۲۳۵،داراحیاء التراث العربی بیروت لبنان)

علامہ عبدالرحمٰن الجزیری لکھتے ہیں:

"وَھٰذَاالنَّوْعِ مِنَ الْمُعَامَلَۃِ مُخْتَلَفٌ فِیْہِ عِنْدَالْحَنَفِیَّۃِ،فَاَبُوْحَنِیْفَۃَ یَقُوْلُ اِنَّہُ لَایَجُوْزُوَاَبُوْیُوْسُفَ وَمُحَمَّدٌیَقُوْلَانِ بِجَوَازِہٖ وَقَوْلُھُمْ ھُوَالْمُفْتٰی بِہٖ فِیْ الْمَذَاھِبِ،لِاَنَّ فِیْہِ تَوَسُّعَۃً عَلَی النَّاسِ مَصْلَحَۃً لَھُمْ"

''احناف کے نزدیک (عقد مزارعت،) معاملہ کی یہ قسم ''مختلف فیہ'' ہے، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں مزارعت ناجائز ہے اور صاحبین کا جواز کا قول ہے۔ اور فتویٰ بھی اسی پر ہے۔ چونکہ لوگوں کے لئے آسانی اور سہولت اِسی میں ہے۔

(الفقہ علی المذاھب الاربعۃ: ۳/۶، المکتبۃ العصریۃ صیدا بیروت)

علامہ ڈاکٹر وہبۃ الزحیلی لکھتے ہیں:

''وَالْفَتْوىٰ عِنْدَالْحَنَفِيَّةِ عَلىٰ قَوْلِ الصَّاحِبَيْنِ، لِحَاجَةِ النَّاسِ اِلَيْهِمْ وَلِتَعَامُلِهِمْ وَهٰذَاهُوَالرَّاجِحُ''

''احناف کے نزدیک (عقد مزارعت کے سلسلہ میں) فتویٰ صاحبین کے قول پر ہے۔ لوگوں کی ضروریات اور انکے تعامل کے پیش نظر، راجح قول بھی صاحبین کا ہے''۔ (الفقہ الاسلامی ۵/۴۸۳، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

شرائط صحت مزارعت:

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مزارعت اگرچہ جائز ہے، مگر ان کے ہاں مطلقاً مزارعت کا جواز نہیں، بلکہ چند شرائط کے ساتھ جواز ہے۔

علامہ برہان الدین مرغینانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''ثُمَّ الْمُزَارَعَةُ لِصِحَّتِهَا عَلٰى قَوْلِ مَنْ يُجِيْزُهَاشُرُوْطٌ''

''جو (ائمہ احناف) جواز مزارعت کے قائل ہیں ان کے ہاں بھی صحت مزارعت کی (آٹھ) شرائط ہیں۔ (ہدایہ: ۴/۴۲۴، مکتبہ رحمانیہ لاہور)

شرط اول: ''كَوْنُ الْاَرْضِ صَالِحَةً لِلزِّرَاعَةِ لِاَنَّ الْمَقْصُوْدَ لَايَحْصُلُ بِدُوْنِه''

''زمین کا قابل زراعت ہونا۔ کیونکہ مقصود اس کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتا''۔ (ایضاً)

علامہ عبدالرحمٰن الجزیری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

''اَنْ تَكُوْنَ صَالِحَةً لِلزِّرَاعَةِ فَلَوْ كَانَتْ سَبِخَةً اَوْبِهَانَزٌّ الَايَجُوْزُ الْعَقْدُ.

صحت مزارعت کے لیے زمین کا لائق کاشت ہونا (شرط ہے) اگر زمین شور یلی (کلر) والی ہو یا اس میں پانی رستا رہتا ہو تو عقد (مزارعت) جائز نہیں ہوگا۔

(الفقہ علی المذاہب الاربعۃ ۳/۱۰۔ المکتبۃ العصریہ۔ صیدا بیروت)

"میری رائے یہ ہے۔" ائمہ کرام نے "عقد مزارعت کو اس شرط کے ساتھ اپنے زمانہ، علاقہ، مشاہدات اور تجربات کے اعتبار سے مشروط کیا تھا۔ اب جدید تجربات اور تحقیقات کی بنا پر محکمہ زراعت شوریلی اور سیلابی زمین سے خاطر خواہ پیداوار اگر حاصل کرنے میں کامیاب ہوجائے، تو پھر ایسی زمین مزارعت پر دینے میں کوئی حرج نہیں ہونا چاہیے۔ کیونکہ "شوریلی اور سیلابی زمین کے عقد مزارعت کے عدم جواز کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے۔" اس سے مقصود حاصل نہیں ہوسکتا" مگر اب یہ مانع نہیں رہا، بلکہ ہنوز شوریلی (کلروالی زمین) اور ایسی زمین جس میں ہروقت پانی رستا رہتا ہے، اُن میں مختلف النوع قیمتی درختوں کی شجرکاری، جانوروں کے لیے چارہ کی کاشتکاری اور فقط اس طرح کی زمین سے اُگنے والی ,,کوندر،، جس سے صفیں، جائے نماز اور قیمتی شیٹیں تیار کی جاتی ہیں۔ یہ سب اشیاء ایسی زمین کو مزارعت پر لینے اور دینے کا جواز فراہم کرتی ہیں"۔

شرط دوم: "اَنْ یَکُوْنَ رَبُّ الْاَرْضِ وَالْمُزَارِعُ مِنْ اَھْلِ الْعَقْدِ"

"صحت مزارعت کی دوسری شرط یہ ہے ,,زمیندار اور کاشتکار اہل عقد سے ہوں،، لہذا ناسمجھ بچہ سے ایسا عقد کرنا صحیح نہیں ہے"۔

شرط سوم: "بَیَانُ الْمُدَّۃِ لِاَنَّہٗ عَقْدٌ عَلٰی مَنَافِعِ الْاَرْضِ اَوْمَنَافِعِ الْعَامِلِ وَالْمُدَّۃُ ھِیَ الْمِعْیَارُ لَھَا لِتَعْلَمَ بِھَا".

"مدت کا بیان ہے"۔ کیونکہ یہ کھیت کے یا مزارع کے منافع پر عقد ہے اور مدت اس کے لیے معیار ہے تاکہ منافع اس میں معلوم ہوسکیں۔

شرط چہارم: "بَیَانُ مَنْ عَلَیْہِ الْبَذْرُ قَطْعًا لِلْمُنَازَعَۃِ وَاِعْلَامًا لِلْمَقْصُوْدِ عَلَیْہِ وَھُوَمَنَافِعُ الْاَرْضِ اَوْمَنَافِعُ الْعَامِلِ".

"صحت مزارعت کی چوتھی شرط بیج کا بیان کرنا کہ ,,زمیندار پر ہوگا یا مزارع پر،، (اس شرط کی دو وجہ ہیں) ایک تو نزاع ختم کرنا (تاکہ معاملہ طئے کرنے کے بعد متعاقدین میں یہ جھگڑا پیدا نہ ہو کہ بیج زمیندار کے ذمہ ہے یا مزارع کے، دوسری وجہ معقود علیہ کی تعیین کہ وہ کھیت کے منافع ہیں

یا کاشتکار کے منافع''۔

شرطِ پنجم: ''بَیَانُ نَصِیبِ مَنْ لَابَذْرَمِنْ قِبَلِهٖ لِاَنَّهٗ یَسْتَحِقُّهٗ عِوَضًا بِالشَّرْطِ فَلَابُدَّ اَنْ یَکُوْنَ مَعْلُوْمًاوَمَالَایُعْلَمُ لَا یَسْتَحِقُّ شَرْطًابِالْعَقْدِ''۔

,,جس کی طرف سے بیج نہیں ہوگا اس کا حصہ بیان کرنا۔ کیونکہ وہ شرط کی وجہ سے عوض کا حقدار ہوتا ہے۔ لہذا حصہ کا معلوم ہونا ضروری ہے۔ اور نا دانست کی صورت میں شرط بالعقد سے وہ حقدار نہیں ٹھہرے گا''۔

شرطِ ششم: ''اَنْ یُخَلِّیَ رَبُّ الْاَرْضِ بَیْنَهَاوَبَیْنَ الْعَامِلِ حَتّٰی لَوْشَرَطَ عَمَلَ رَبِّ الْاَرْضِ یُفْسِدُالْعَقْدَلِفَوَاتِ التَّخْلِیَةِ''

''زمیندار کھیت اور مزارع کے مابین تخلیہ کردے (زمین کے مالک کا کھیت میں کوئی دخل نہ ہو) زمیندار نے زمین میں کام کی شرط اگر لگائی (کہ کھیت میں وہ کام خود کریگا) تو عقد (مزارعت) فاسد ہوگا تخلیہ کے فوت ہونے کے باعث۔ (کھیت میں کام کرنے کی شرط زمیندار اور مزارع دونوں کی لگائی گئی تو پھر بھی عقد فاسد ہوگا)۔

شرطِ ہفتم: ''اَلشِّرْکَةُ فِیْ الْخَارِجِ بَعْدَ حُصُوْلِهٖ لِاَنَّهٗ یَنْعَقِدُشِرْکَةً فِیْ الْاِنْتِهَاءِ فَمَایَقْطَعُ هٰذِهِ الشِّرْکَةَ کَانَ مُفْسِدًالِلْعَقْدِ''۔

''پیداوار کے حصول کے بعد اس میں شرکت ,,ساجھ،، ہے کیونکہ عقد مزارعت انتہاء میں عقد شرکت ہو جاتا ہے۔ لہذا جو شرط بھی قاطع شرکت ہو وہ مفسد عقد ,,مزارعت،، ہوگی۔

شرطِ ہشتم: ''بَیَانُ جِنْسِ الْبَذْرِلِیَصِیْرَالْاَجْرُمَعْلُوْمًا''۔

,,جنس تخم کی وضاحت کرنا'' تاکہ اجرت معلوم ہو جائے۔ (بیج کی جنس بیان کرنا ضروری ہے گندم، جو، مکئی، چنے وغیرہ کونسی چیز کاشت کی جائے گا۔ البتہ بیج کی نوع اور کوالٹی بیان کرنا ضروری نہیں ہے)۔

(ہدایہ: ۲۵۔۴۲۴/۴، مکتبہ رحمانیہ لاہور)

☆مال متقوم valuable Goods وہ مال ہے جس سے استفادہ شریعت میں جائز ہو ☆

جوازِ مزارعت کی صورتیں۔

زمینداراورمزارع آئے روز طمع حصول کثرت منافع کی بابت مزارعت کی نادراورجدید صورتیں وضع کرتے رہتے ہیں۔حرص ولالچ میں ابتلاء کی وجہ سے اس طرف دھیان نہیں کرتے آیا کہ ایسا کرنا شرعاً صواب ہے یا ناصواب؟۔چونکہ مزارعت کی جائز وناجائز ممکنہ صورتوں میں بہت تنوع ہے اس لیے فقہاء کرام نے گودا سے چھلکا اتارتے ہوئے جوازِ مزارعت کی تین صورتیں پیش فرمائی ہیں۔

صورت اول: ''اَنْ تَکُوْنَ الْاَرْضُ وَالْبَذْرُوَالْبَقَرُ وَالْآلَةُ مِنْ جَانِبٍ وَالْعَمَلُ مِنْ جَانِبٍ،وَهَذَاجَائِزٌ''

''زمین،بیج،بیل(ہل چلانے کے لیے ٹریکٹر)اور(تخم ریزی،آبپاشی،زہرپاشی وغیرہ کے وقت استعمال ہونے والے آلات ایک آدمی کے ذمہ ہوں۔اورکام دوسرے(مزارع) کی طرف سے ہو،مزارعت کی یہ صورت جائز ہے''۔

(بدائع الصنائع،۵/۲۶۰،مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ لاہور)

صورت دوم: ''اَنْ تَکُوْنَ الْاَرْضُ مِنْ جَانِبٍ وَالْبَاقِیْ کُلُّهُ مِنْ جَانِبٍ،وَهَذَاايضاًجَائِزٌ''

''فقط زمین ایک آدمی کی ہو،باقی سب کچھ(بیج،کام،ہل)دوسرے(مزارع کا)ہوتو یہ صورت بھی جائز ہے''۔(ایضاً)

صورت سوم: ''اَنْ تَکُوْنَ الْاَرْضُ وَالْبَذْرُمِنْ جَانِبٍ وَالْبَقَرُوَالآلَةُ وَالْعَمَلُ مِنْ جَانِبٍ،فَهَذَاايضاًجَائِزٌ''

''کھیت اورتخم ایک آدمی کے ہوں اور(ہل چلانے کے لیے،کنواں سے پانی نکالنے کے لیے)بیل،آلات(زراعت)اورکام دوسرے آدمی (مزارع) کے سپرد ہوں تو(مزارعت کی ایسی)صورت جائز ہے''۔(ایضاً)

علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ نے جوازمزارعت کی تینوں صورتیں ایک شعرمیں بیان فرمائی ہیں:

اَرْضٌ وَبَذْرٌکذَااَرْضٌ کذَاعَمَلٌ ☆ مِنْ وَاحِدٍذِیْ ثَلاثٍ کلُّهاقُبِلَتْ.

(فتاویٰ شامی:۵/۱۹۵،مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

ارکان مزارعت، ان کی مستاجری کے جواز اور عدم جواز کا ضابطہ:

چونکہ مزارعت کے عدم جواز کی صورتوں میں بہت تنوع ہے، اس لیے ان کی تفصیل میں جانے سے قبل ,,ارکانِ مزارعت،، اوران کی مستاجری کے جواز وعدم جواز کے علم سے مزارعت کی ناصواب تمام تر صورتوں کے سمجھنے میں ممکنہ حد تک آسانی ہو جائے گی۔

علامہ عبدالرحمٰن جزیری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

,,عَنۡدَبَعۡضُھُمۡ اَرۡکَانُھَا اَرۡبَعَۃٌ وَھِیَ الۡاَرۡضُ،وَعَمَلُ الۡعَامِلِ،وَالۡبُذۡرُ،وَآلاتُ الزَّرۡعِ،،

بعض فقہاء نے ارکان مزارعت چار گنوائے ہیں۔

۱۔ کھیت ۲۔کام کرنے والے کا عمل ۳۔ بیج ۴۔آلات زراعت۔(بیل،ٹریکٹر،ہل وغیرہ)۔

(الفقہ علی المذاہب الاربعۃ:۸/۳،المکتبۃ العصریۃ صیدا بیروت)

مزید لکھتے ہیں:

”جُعِلَ مِنۡ شُرُوۡطِ الصِّحَۃِ اَن لَّاتَکُوۡنَ آلَۃُالزَّرۡعِ مَقۡصُوۡدَۃً فِی الۡعَقۡدِعَلٰی حِدَۃٍبَلۡ لَابُدَّاَنۡ یَکُوۡنَ الۡبَقَرُتَابِعًاوَالۡاَصۡلُ فِیۡ ذٰلِکَ ھُوَاَنَّہٗ یَصِحُّ اِسۡتِئۡجَارُالۡاَرۡضِ بِبَعۡضِ الۡخَارِجِ مِنۡھَا کَمَایَصِحُّ اِسۡتِئۡجَارُالۡعَامِلِ بِبَعۡضِ الۡخَارِجِ مِنَ الۡاَرۡضِ وَلَایَصِحُّ اِسۡتِئۡجَارُغَیۡرِھِمَا“۔

''صحت مزارعت کے شرائط سے ہے,,کاشتکاری کا آلہ(آلہ ء زراعت ،بیل اورٹریکٹر) عقدمزارعت میں الگ مقصود نہ ہو۔بلکہ بیل کا تابع ہوناضروری ہے۔اوراس سلسلہ میں ضابطہ یہ ہے کہ ”کھیت کااس کی بعض پیداوار کے عوض اجرت پر حاصل کرنادرست ہے جس طرح کہ کام کرنے والے کو زمین کی بعض پیداوار کے بدلے اجارہ پر لیناصحیح ہے۔کھیت اورعامل(مزارع)کے علاوہ(فقط بیج یا بیل)کےعوض عقدمزارعت کرنا اوراستجارہ غیرصحیح ہے“۔

(الفقہ علی المذاہب الاربعۃ۱۳/۳۔المکتبۃ العصریہ۔صیدابیروت)

☆☆بیع نافذ Executeable sale سے مراد ایسی بیع ہے جس میں کسی تیسرے فریق کا دخل نہ ہو ☆

عدمِ جوازِ مزارعت کی صورتیں:

مزارعت کے ناجائز ہونے کی متعدد انواع واقسام ہیں۔

صورت اول: "اَنْ تَكُوْنَ الْاَرْضُ وَالْبَقَرُ مِنْ جَانِبٍ وَالْبَذْرُ وَالْعَمَلُ مِنْ جَانِبٍ وَهٰذَا لَا يَجُوْزُ فِيْ ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ، وَرُوِيَ عَنْ اَبِيْ يُوْسُفَ اَنَّهٗ يَجُوْزُ"

"زمین اور ہل ایک طرف سے ہو۔ بیج اور کام دوسری جانب سے ہو۔ مزارعت کی یہ صورت ظاہر الروایت میں ناجائز ہے۔ البتہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں (زمین، ہل ایک جانب سے ہو۔ تخم اور عمل دوسری جانب سے ہو) تو ایسی صورت بھی جائز ہے"۔ (بدائع الصنائع، ۵/۲۶۰، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ لاہور)

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل:

"وَجْهُ قَوْلِهٖ: اَنَّهٗ لَوْ كَانَ الْاَرْضُ وَالْبَذْرُ مِنْ جَانِبٍ جَازَ وَجُعِلَتْ مَنْفَعَةُ الْبَقَرِ تَابِعَةً لِمَنْفَعَةِ الْعَامِلِ، فَكَذَا اِذَا كَانَ الْاَرْضُ وَالْبَقَرُ مِنْ جَانِبٍ يَجِبُ اَنْ يَجُوْزَ وَيُجْعَلَ مَنْفَعَةُ الْبَقَرِ تَابِعَةً لِمَنْفَعَةِ الْاَرْضِ"

"زمین اور بیج اگر ایک طرف سے ہوں تو یہ جائز ہے۔ مزارعت کی ایسی صورت میں بیل کی منفعت عامل کی منفعت کے تابع کی گئی، تو ایسے زمین اور بیل جب ایک طرف سے ہوں تو لائق اور مناسب یہی کہ جائز ہو اور بیل کی منفعت زمین کی منفعت کے تابع کی جائے"۔ (ایضاً)

دلیل ظاہر الروایت:

"وَجْهُ ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ: اَنَّ الْعَامِلَ هٰهُنَا يَصِيْرُ مُسْتَاجِرًا لِلْاَرْضِ وَالْبَقَرِ جَمِيْعًا مَقْصُوْدًا بِبَعْضِ الْخَارِجِ لِاَنَّهٗ لَا يُمْكِنُ تَحْقِيْقُ مَعْنَى التَّبَعِيَّةِ هٰهُنَا لِاخْتِلَافِ جِنْسِ الْمَنْفَعَةِ، لِاَنَّ مَنْفَعَةَ الْبَقَرِ لَيْسَتْ مِنْ جِنْسِ مَنْفَعَةِ الْاَرْضِ فَبَقِيَتْ اَصْلًا بِنَفْسِهَا فَلِاَنَّ هٰذَا اسْتِئْجَارُ الْبَقَرِ بِبَعْضِ الْخَارِجِ اَصْلًا وَمَقْصُوْدًا، وَاسْتِئْجَارُ الْبَقَرِ مَقْصُوْدًا بِبَعْضِ الْخَارِجِ لَا يَجُوْزُ لِوَجْهَيْنِ"

(ایسی صورت میں) عامل زمین اور کھیت دونوں کو مقصوداً بعض پیداوار کے عوض کرایہ پر لینے والا ہوگا۔ اور ایسا ممکن نہیں کیونکہ (کھیت اور بیل کی) جنس منفعت مختلف ہے اور ان میں تبعیت کے معنی کا تحقق نہیں ہوسکتا۔ اس لیے کہ بیل کی منفعت زمین کی منفعت کی جنس سے نہیں۔ (زمین کی

منفعت اوراس کی تبعیت میں ایسی قوت ہے جس سے نمو حاصل ہوتا ہے۔اور بیل کی منفعت اس سے زمین میں ہل چلانا وغیرہ ہے۔خلاصہ کلام یہ ہے کہ زمین اور بیل کی منفعت میں اتحادنہیں بلکہ اختلاف ہے)لہذا ایسی صورت میں بیل کو بعض پیداوار کے عوض اصلاً اور مقصوداً کرایہ پر لینا ٹھہرے گا۔

حالانکہ بعض پیداوار کے بدلے مقصودی طور بیل کو کرایہ پر حاصل کرنا دووجہ سے نادرست ہے۔(ایضاً)

وجہ اول:

"اَحَدُهُمَا:مَاذَكَرْنَااَنَّ الْمُزَارَعَةَ تَنْعَقِدُ اِجَارَةً ثُمَّ تَتِمُّ شَرِكَةً وَلَايُتَصَوَّرُانْعِقَادُ الشَّرِكَة بَيْنَ مَنْفَعَةِ الْبَقَرِوَبَيْنَ مَنْفَعَةِ الْعَامِلِ بِخِلَافِ الْفَصْلِ الْاَوَّلِ لِاَنَّهُ يَتَصَوَّرُانْعِقَادُ الشَّرِكَةِ بَيْنَ مَنْفَعَةِ الْاَرْضِ وَمَنْفَعَةِ الْعَامِلِ"

یہ بات ہم نے پہلے بھی ذکر کی ہے کہ مزارعۃ کاانعقاد(اولاً)بطوراجارہ ہوتاہے اوراس کی تکمیل (عقد)شرکت کے لحاظ سے ہوتی ہے۔بیل اور عامل کی منفعت کے درمیان انعقادشرکت کاتصورہی نہیں ہوسکتا۔بخلاف فصل اول کے کیونکہ زمین اورعامل کی منفعت کے مابین انعقاد شرکت کاتصور ہوسکتا ہے۔

وجہ ثانی:

وَالثَّانِىْ:" اَنَّ جَوَازَالْمُزَارَعَةِ ثَبَتَ بِالنَّصِّ مُخَالِفاً لِلْقِيَاسِ لِاَنَّ الْاُجرَةَ معدُومَةٌ وَهِىَ مَعْ اِنْعِدَامِهَا مَجْهُوْلَةٌ فَيَقْتَصِرُ جَوَازُهَاعَلٰى الْمَحَلِّ الَّذِىْ وَرَدَ النَّصُّ فِيْهِ وَذٰلِكَ فِيْمَااِذَاكَانَتِ الْآلَةُ تَابِعَةً،فَاِذَاجُعِلَتْ مَقْصُوْدَةً يُرَدُّ اِلَى الْقِيَاسِ"

"جواز مزارعت ایسی نص سے ثابت ہے جوخلاف قیاس ہے۔کیونکہ(مزارعۃ میں)اجرت معدوم ہونے کے ساتھ مجہول ہے۔توایسے تناظرمیں موردنص کے ساتھ جواز(مزارعت)خاص ہوگا۔اورجوازاس صورت کے ساتھ مخصوص ہے" آلہ"جب تابع ہو۔اورآلہ جس وقت مقصودہو(کسی کے تابع نہ ہوتو پھرقیاس کی طرف رجوع کیاجائے(یعنی حسب ضابطہ مسلمہ اسے ناجائز کہاجائے گا")۔ (ایضاً)

------جاری ہے۔

☆بیع نافذ Executeable sale سے مرادایسی بیع ہے جس میں کسی تیسرے فریق کادخل نہ ہو ☆